اختتامی خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2014

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سے اختتامی خطاب میں نے فرمایا کہ مذہب پر اعتراض کرنے والے اپنے آپ کو صرف مذہب پر اعتراض کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ اعتراض بہت شدت سے کیا جاتا ہے اور اس ضمن میں بہت ساری کتابیں بھی لکھی جارہی ہیں اور آجکل اپنی بات پہنچانے کا کام الیکٹرانک ذرائع سے اور بھی آسان ہوگیا ہے اس کی وجہ سے ایک بات جو لوگوں تک پہنچنے میں ایک عرصہ لیتی تھی اب وہی بات بہت کم عرصہ میں لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا میں مذہب سے دُوری پیدا ہوگئی ہے۔ بہت سے لوگ مذہب کو صرف قصے کہانیاں ہی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ اعتراض کرنے والوں نے انبیاء کو بھی نہیں چھوڑا کہ وہ بھی اپنے مفاد کی خاطر اَن پڑھ لوگوں کو اپنے پیچھے چلاتے رہے کہ اب ترقی یافتہ دور میں اس کی ضرورت نہیں۔ بعض پڑھے لکھے لوگ بھی کہتے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں مذہب کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا آج احمدی ہی ہیں جو مذہب کی پوری حقیقت سے آگاہ ہیں اور اس چیز کا پرچار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی صفت کبھی بھی معطل نہیں ہوئی۔ جہاں قرآن شریف میں گزشتہ تاریخ کا ذکر آتا ہے وہاں موجودہ سائنس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اسلام کا خدا اب بھی زندہ ہے جیسے پہلے زندہ تھا۔ اب بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔ پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں یہ اعتراضات فکر میں نہیں ڈالتے۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود نے بتایا ہے کہ مذہب اور سائنس ایک ہی چیز ہیں اور سائنس جتنا بھی عروج پکڑ جائے قرآن کی تعلیم اور اصول اسلام کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔

حضور انور نے اس اعتراض کا بھی ذکر فرمایا کہ گویا مذہب لوگوں کی تباہی کا موجب ہے اور خدا نے بہت سی قوموں کو عذاب دے کر مارا جیسا کہ مذہبی کتب میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اعتراض کرنے والے سے پوچھا جائے کہ تمہاری سائنس نے تو اس سے زیادہ خون بہایا ہے۔ سائنس نے جو زہریلی گیسیں اور مواد بنایا ہے وہ توصرف موت ہی موت ہیں۔ کیا انہوں نے دوسری جنگ عظیم کا حال نہیں دیکھا جس میں انہی ایجادات کی وجہ سے 60 سے 70 ملین لوگ مرگئے۔ کیا یہ مذہبی جنگ تھی؟ مذہب مارتا نہیں بلکہ تنبیہ کرتا ہے کہ سلامتی قائم کرو، آپس میں بھلائی سے پیش آؤ۔ اگر انسان نے خون بہایا ہے تو اپنے مفاد کی خاطر، آفتوں سے گزرنا پڑا ہے تو غیر معمولی ظلموں کی وجہ سے۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ مذہب اور خدا نہیں ہیں تو کیا یہ زلزلے اور سیلاب رک جائیں گے۔ اگر نہیں تو یہ مذہب کے خلاف لکھنے والے کس کھاتہ میں جائیں گے۔ خدا تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے حکموں پر چلو تو یہ آفات ٹل سکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا گزشتہ صدی میں اللہ نے اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اس فرستادہ نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم اپنی حالتوں کو نہیں بدلو گے تو تم پر زلزلے بھی آئیں گے اور اگر ظلموں میں بڑھتے گئے تو طاعون کی وبا بھی پھیلے گی۔ پس اپنی حالتوں کو سنوارو۔ جنہوں نے خدا کے اس فرستادہ کی آواز پر لبیک کہا وہ سب ان سے محفوظ رہے۔ پس ہمیں تو خدا کے ان پیاروں کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ ہمیں آئندہ آنے والی آفات سے آگاہ کردیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا کے پیارے تو مصیبت کے وقت اپنے خدا سے گریہ وزاری کرتے ہیں اور اس مصیبت کے کم ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو رات کے وقت اس قدر روتے دیکھا کہ جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو اور آپ دعا کررہے تھے کہ اے خدا ان کو اس عذاب سے بچالے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود سے ایک سوال کرنے والے نے پوچھا کہ مذہب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کیا ہے وہی راہ ہے جس کو انسان اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے۔ لامذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اس کو بھی ایک راہ اختیار کرنی پڑتی ہے اور جو بھی رستہ تم اختیار کرو گے وہ مذہب ہے۔ مگر امر غور طلب یہ ہونا چاہئے کہ جو راہ اختیار کی ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر سچی استقامت، دائمی راحت اور نہ ختم ہونے والا اطمینان مل سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں یعنی حق اللہ اور حق العباد۔ حق اللہ یعنی اس کو کس طرح ماننا چاہئے اور کس طرح اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ دوسرے بندوں کے حقوق کہ اس کے بندوں کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مؤاخات کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے مذہب کی غرض و غایت کو بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں وہ مذہب کس کام کا مذہب ہے جو زندہ خدا کا پرستار نہیں۔ ایسا مذہب ایک مردے کا جنازہ ہے جو صرف دوسروں کے سہارے سے چل رہا ہے، سہارا الگ ہوا تو وہ زمین پر گرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہب کے اختیار کرنے کی اصل غرض یہ بیان کی ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھا جائے۔ یہ یقین پیدا کرنا مذہب کا کام ہے۔ پس سب سے مقدم کام انسان کا یہ ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے۔ یہ یقین خدا پر اس کے ساتھ مکالمے اور خارق عادت نشانات سے آتا ہے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہو۔

پس مذہب کی غرض یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر ایک بدی سے پاک کرکے اس لائق بنائے کہ اس کی روح ہروقت خدا کے آستانہ پر گری رہے۔ یقین اور محبت اور معرفت اور صدق اور وفا سے بھر جائے اور اس میں ایک خالص تبدیلی پیدا ہوتا کہ اسی زندگی میں اسے بہشتی زندگی حاصل ہو۔ حضرت مسیح پاک مذہب کی غرض ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ اخلاق وسیع ہوں۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہیں۔ کوئی ہزار گالیاں اسے دے وہ اس پر پتھر نہیں برساتا۔ پس اسی طرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہوسکتا۔

اسلام اپنے ماننے والوں سے کیا تقاضا کرتا ہے؟

اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپے اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں۔ اصطلاحی معنوں میں اس کے معنی ہیں جو خدا کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے۔ اسلام صرف قصے کہانیاں نہیں ہے بلکہ اسلام کہتا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے سے زندہ تعلق پیدا کرو۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ دونوں ہاتھ پھیلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ اس کی طرف دوڑتے ہیں وہ اس کے لئے دروازہ کھولتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں زندگی بخش مذہب کی علامات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ سچا نمونہ ہو۔ سچے مذہب کی یہی نشانی ہے۔ اس زندہ خدا کے نمونے اور نشان اس مذہب میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔ پہلے انبیاء ایک خاص قوم وملّت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی تعلیم وہیں تک تھی لیکن اللہ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی آج میں نے دین کو مکمل کردیا۔ پس اسلام تمام مسائل کا حل ہے اور تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آنحضورؐ کے غلام صادق کے ماننے والوں کا کام ہے کہ جس توحید اور مذہب کو پھیلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ مذہب آج بھی زندہ ہے، آج بھی زندہ خدا سے تعلق جڑواتا ہے وہ مذہب جس نے آخرین میں رسول بھیج کر پہلوں سے ملا دیا ہے، وہ مذہب جس نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرکے مومنین کے خوف کو امن میں بدل دیا ہے۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچائیں اور ان معترضین کے منہ بند کردیں۔ انہیں بتادیں کہ خارق عادت کوئی پرانے معجزے نہیں۔ آج بھی اس کے فضلوں کے نشانات جماعت احمدیہ دکھاسکتی ہے اور دکھاتی ہے۔ دنیا کو بتادیں کہ اسلام ہی دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی امن کے ضامن ہیں۔ اس اہم فریضہ کی تکمیل کے لئے اپنی جان مال کی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے اپنی تمام استعدادیں بروئے کار لائیں۔ اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچا دیں اور رُوئے زمین پر ایک ہی مذہب ہو ایک ہی رسول ہو اور ایک خدا ہو جو واحد و یگانہ ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ خدا ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

آخر پر حضور انور نے امّت اور دنیا کی بہتری کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کی حاضری 33 ہزار 270 ہے جو گزشتہ سال سے 2 ہزار زیادہ ہے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ)

اس کے بعد حضورِ انور ازراہِ شفقت کچھ دیر اسٹیج پر رونق افروز رہے اور مختلف ممالک اور تنظیموں کے نمائندہ گروپس خلافتِ احمدیہ سے اپنی وفا کا اظہار کرنے کے لئے دلفریب انداز میں نظمیں اور ترانے پیش کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور انور السلام علیکم کہہ کر اپنے عشاق کے نعروں کی گونج میں مارکی سے اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

حضورِ انور نے وہاں مختلف ممالک سے تشریف لانے والے وفود سے ملاقاتیں کیں اور پھر کچھ دیر بعد نمازِ مغرب وعشاء پڑھانے کے لیے دوبارہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ کے تینوں دن حدیقۃ المہدی میں بابرکت قیام کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 31/اگست 2014ء کی رات مسجد فضل لندن واپس تشریف لے گئے۔